سوال

(331)اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ماہ بعد دوبارہ نکاح کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ میرے حقیقی بڑے بھائی مسمی ذربت خاں ولد میر بت خاں سکنہ وڈاکخانہ بنی افغانان تحصیل وضلع میانوالی نے گھریلوناچاکی اور بے اتفاقی کی وجہ سے اپنی منکوحہ بیوی مسمات ستربی بی دختر مبارک شاہ کو آج سے ایک ماہ پانچ دن قبل ایک ہی مجلس میں اکھٹی تین طلاقیں دے ڈالی ہیں ۔ اب بچوں کی وجہ سے دونوں میاں بیوی صلح کرکے اپنا گھر آباد رکھنا چاہتے ہیں ۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی فتویٰ مطلوب ہے کیا شرعاً رجوع جائز ہے نہیں یا نیا نکاح کرنا پڑے گا دلائل کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

میں مسمی عبدالوحید خاں میر بت حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میرے بھائی کی اپنی بیوی کو یہ پہلی طلاق ہے اس سے پہلے کوئی زبانی یا تحریری طلاق نہیں دی ۔ (سائل ،میر عبدالوحید خاں میر بت خاں سکنہ وڈاک خانہ بنی افغانان تحصیل وضلع میانوالی)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال وبشرطیکہ طلاق دہندہ زربت خاں ولد میر بت خاں کی یہ پہلی طلاق ہے تو قرآن وحدیث کی نصوص صریحہ ، صحابہ کرام ، فقہائے اسلام ، محققین علمائے امت اور ماہرین شریعت کی تصریحات کے مطابق ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہیں اور رجعی طلاق میں عدت کے اندر (تین حیض یا تین ماہ) نکاح قائم اور بحال رہتا ہے اور رجوع شرعاً جائز ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے :

الطَّلاقُ مَرَّتانِ ۖ فَإِمساكٌ بِمَعروفٍ أَو تَسريحٌ بِإِحسـٰنٍ ... ٢٢٩ الطلاق

رجعی طلاق دو دفعہ ہے ، پھر یا تو نیک ارادہ سے بیوی کو روک لینا ہے یا پھر شائشتگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ۔ ،،

یہاں اس آیت شریفہ میں لفظ مرتان مرۃ کا تثنیہ ہے اور مرۃ کا معنی ایک دفعہ اور ایک وقت ہے ۔ جیسا کہ سورۃ النور میں اس کی صراحت موجود ہے فرمایا :

أَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا لِيَستَأذِنكُمُ الَّذينَ مَلَكَت أَيمـٰنُكُم وَالَّذينَ لَم يَبلُغُوا الحُلُمَ مِنكُم ثَلـٰثَ مَرّ‌ٰتٍ ۚ مِن قَبلِ صَلو‌ٰةِ الفَجرِ‌ وَحينَ تَضَعونَ ثِيابَكُم مِنَ الظَّهيرَ‌ةِ وَمِن بَعدِ صَلو‌ٰةِ العِشاءِ ۚ ثَلـٰثُ عَور‌ٰتٍ لَكُم ... ٥٨ النور

''اے ایمان والو! تمہارے غلام لونڈی اور نابالغ لڑکے لڑکیاں آپ کے پاس آنے کے لئے تین وقتوں میں اجازت حاص کریں (1) نماز فجر سے پہلے (2) اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تینوں وقت تمہاری م اور پردے کے ہیں ،،

اس آیت میں ثلث مرات سے مراد ثلث اوقات ہیں جیساکہ خود قرآن مجید میں اس کی تصریح آپ کے سامنے ہے اور علم تفسیر کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے القرآن یقسر بعضہ بعضا اس قاعدہ کے مطابق الطلاق مرتان کا معنی لامحالہ طلاق دو دو دفعہ ہی صحیح ہے ۔ دو طلاقیں مراد لینا ہرگز صحیح نہیں کیونکہ قرآن کے الفاظ الطلاق طلقتان ہرگز نہیں ۔ پس قرآن سے ثابت ہوا کہ ایک مجلس کی تین یا تین سے زیادہ طلاقیں ایک رجعی طلاق شرعا واقع ہوتی ہے ۔ اب احادیث صحیحہ بھی ملاحظہ فرمائیں :

1 ۔ عَن بن عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ الطَّلَاقُ عَلَی عَہدِ رَسُولِ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَأَبِی بَکرٍ وَسَنَتَینِ مِن خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً (صحیح مسلم : کتاب الطلاق ج 1 ص 477)

''حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں اور حضرت عمر کے دور خلافت کے پہلے دو برسوں تک تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھی ۔ ایک سچا واقعہ یہ بھی ہے :

2 ۔ عن ابن عباس ، قال : طلق رکانۃ بن عبد یزید ۔ امرأتہ ثلاثا فی مجلس واحد ، فحزن حزناً شدیداً ، قال : فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "کیف طلقتھا ؟ "قال : طلقتھا ثلاثاً ، فقال : "فی مجلس واحد ؟ "قال : نعم ، قال : "فإنما تلک واحدۃ ، فارجعھا إن شئت " ، قال : فراجعھا ، ۔ (اخرجہ احمد وابو یعلی وصحہ نیل الاوطار : ج 2322 باب ماجاء فی طلاق البتۃ وجمع الثلاث)

شرح صحیح البخاری میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں :

ھذا الحدیث نص فی المسئلۃ لایقبل التاویل الذی فی الروایات الاتی ذکرھا ۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج 9 ص 316.)

یعنی رکانہ اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر بڑے غمگین ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر عرض کیا کہ حضرت ! اکٹھی تین طلاقیں دے بیٹھا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ایک طلاق واقع ہوئی ہے آپ رجوع کر لیں ۔ تو انہوں نے اپنی یکجائی مطلقہ ثلاثہ بیوی سے رجوع کر لیا ۔

ایک ہزار سے زائد صحابہ کا مذہب

حضرت ابن عباس ؓ ابن مسعود ، ابو موسیٰ اشعری عبدالرحمن بن عوف حضرت زبیر ، حضرت علی اور دوسرے ایک ہزار سے زائد صحابہ کا بھی یہی فتویٰ اور مذہب تھا کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے ۔

وھذا حال کل صحابی من عھد الصدیق الی ثلاث سنین من خلافۃ عمر بن الخطاب وھم یزیدون علی الالف قطعا (التعلیق المغنی علی الدار قطنی ج 4 ص 47.)

4 ۔ امام محمد بن مقاتل رازی حنفی من اصحاب ابی حنیفہ اور ایک قول کے مطابق امام ابو حنیفہ کے مذہب میں بھی یہی فتویٰ ہے ۔

وحکاہ عن محمد بن مقاتل الرازی من اصحاب ابی حنیفۃ وھو احد القولین فی مذھب ابی حنیفۃ (التعلیق المغنی : ج 2 ص 48.)

5 ۔ مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن باز کا فتویٰ بھی یہی ہے وہ ایک مجلس کی اکٹھی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی ہے ۔ فرماتے ہیں ان عباس کے شاگردوں میں سے اہل علم کی ایک جماعت اور کئی دوسروں نے بھی اس بات کو اختیار کیا ہے اور محمد بن اسحاق صاحب السیرۃ بھی اس بات کے قائل ہیں اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم نے بھی یہی بات اختیار کی ہے ۔ (فتاوی سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز ج 1 ص 172.)

6 ۔ شیخ الکل السید نذیر حسین المحدث الدہلوی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کا بھی یہی فتویٰ ہے ۔ (فتاویٰ نذیریہ ج 3 ص 73 اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورت مسؤلہ میں قرآن

وحدیث کی نصوص، صحابہ کرام اور علمائے اسلام کے مطابق ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہے اور یہی صحیح ہے اور جس قاری صاحب نے یہ کہا ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں ان کی یہ رائے مذکورہ بالا احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر معلل ولا شاذ ہرگز صحیح نہیں۔

حنفی حضرات کا فتویٰ:

مزید یہ کہ امام محمد بن مقاتل رازی حنفی کے علاوہ آج کے متعدد مقتیان احناف کی راجح رائے بھی یہی ہے کہ ایک مجلس کی اکٹھی تین ۃ یا تین سے زائد طلاقیں ایک رجعی طلاق سمجھنی چاہیے۔ جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے نائب مفتی کفیل الرحمٰن نشاط دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی ظفیر الدین حنفی دیوبندی کا فتویٰ ہے، ملاحظہ ہو کتاب جدید فقہی مسائل از خالد سیف اللہ دیوبندی ص 424 اور علامہ سعید اکبر آبادی حنفی، علامہ عروج قادری حنفی اور بریلوی مکتبہ فکر کے مشہور عالم دین اور پاکستان کی شرعی عدالت کے سابق جج پیر کرم شاہ بھیروی بریلوی کے رائے بھی یہی ہے۔ ملاحظہ کتاب مقالات علمیہ ص 247 ورسالہ فکر ونظر۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں، خلاصہ یہ کہ صورت مسؤلہ میں ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہے۔ چونکہ اس طلاق دہندہ اپنی بیوی سے رجوع کر کے اپنا گھر آباد رکھ سکتا ہے۔ حلالہ کی قطعا ضرورت نہیں۔ حلالہ ویسے بھی لعنتی فعل ہے اور بے غیرتی کا مظہر ہے۔ مفتی کسی قانونی سقم کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص814

محدث فتویٰ